Al-Qawārīr - Vol: 06, Issue: 03,
April-June 2025

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

مغرب میں تربیتِ اولاد کے اصول اور خاندانی نظام کے بگاڑ کا اسلامی تنقیدی جائزہ

Islamic Critical Review of Child Upbringing Principles and Family System Deterioration in the West

Umara Bibi
MPhil, Islamic Studies, Riphah International University, Islamabad, Pakistan.

ABSTRACT

The concept of education, derived from the idea of gradual development towards perfection, underscores the pivotal role of children as architects of a nation's future. Proper upbringing lays the foundation for a robust society, while deficiencies in training can lead to societal decay. This article critically examines the principles of child upbringing in Western societies through an Islamic lens, highlighting the flaws in the Western family system and their impact on children's moral and spiritual growth. Western approaches emphasize individual freedom, often granting children excessive autonomy from a young age, which disrupts family bonds and diminishes respect for parental authority. This has led to societal issues, such as strained parent-child relationships and a lack of moral grounding. In contrast, Islamic teachings, rooted in the Quran and Hadith, advocate for a balanced upbringing that integrates religious, moral, and ethical training. Examples like Hazrat Luqman's advice to his son emphasize instilling religious values early to foster virtuous character. The Prophet Muhammad (PBUH) stressed that a father's greatest gift to his child is good upbringing. This study critiques the overemphasis on personal freedom and materialism in the West, which often neglects spiritual development, and proposes Islamic principles as a holistic framework for nurturing responsible, pious individuals. By comparing Western and Islamic approaches, the article underscores the need for a balanced upbringing that ensures worldly success and spiritual salvation, fostering a generation that upholds family values and societal harmony.

Keywords: *Education, Child Upbringing, Western Family System, Islamic Teachings, Moral Development*

CC BY

تعارف موضوع

تربیت کا لفظی مفہوم پرورش، تعلیم اور تہذیب سے ہے، جو بچوں کی نشوونما اور معاشرتی ترقی کی بنیاد ہے۔ بچے کسی قوم کے مستقبل کے معمار ہوتے ہیں، اور ان کی اچھی تربیت سے ایک مثالی معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ اگر بچوں کو دینی اور اخلاقی اقدار سے آراستہ کیا جائے تو وہ معاشرے میں نیک نامی اور آخرت میں کامیابی کا باعث بنتے ہیں۔ بد قسمتی سے، مغربی معاشروں میں تربیتِ اولاد کے اصول نفسیات اور سوشیالوجی پر مبنی ہونے کے باوجود اخلاقی اور روحانی جہات سے خالی ہیں۔ مغرب میں شخصی آزادی کو فوقیت دی جاتی ہے، جس کے نتیجے میں بچوں کو بے جا آزادی ملتی ہے، رشتوں کا تقدس ختم ہوتا ہے، اور والدین کا احترام کم ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں تربیتِ اولاد کو عبادت کا درجہ حاصل ہے، اور قرآن و سنت واضح رہنما اصول فراہم کرتے ہیں۔ یہ مقالہ مغرب میں تربیتِ اولاد کے اصولوں اور خاندانی نظام کے بگاڑ کا اسلامی نقطہ نظر سے جائزہ لیتا ہے، تاکہ والدین ایک متوازن اور دین دار نسل پروان چڑھا سکیں۔ اس کا مقصد مغربی اور اسلامی تربیتی اصولوں کا تقابلی جائزہ پیش کرنا اور ایک بہتر تربیتی نظام کی ضرورت کو اجاگر کرنا ہے۔

مبحث اول: دورِ جدید میں اسلامی تناظر میں تربیتِ اولاد: مفہوم، عملی پہلو اور والدین کا کردار

اسلامی تعلیمات میں تربیتِ اولاد کو نہایت اہمیت حاصل ہے، کیونکہ یہی عمل فرد کی شخصیت سازی، معاشرتی استحکام، اور دین کی بقا کا ذریعہ بنتا ہے۔ عصرِ حاضر میں جہاں مادی ترقی اور فکری تغیر نے انسانی زندگی کو بدل کر رکھ دیا ہے، وہیں اولاد کی دینی، اخلاقی اور فکری تربیت ایک چیلنج بن چکی ہے۔ ایسے میں والدین، علماء، اور معاشرے کو مل کر اس امر کی ضرورت ہے کہ تربیت کے اسلامی مفہوم کو سمجھا جائے، اس کے عملی تقاضوں کو واضح کیا جائے، اور دورِ جدید کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مؤثر حکمتِ عملی اختیار کی جائے۔ اس مبحث میں تربیت کے لغوی و اصطلاحی مفہوم، اس کے عملی پہلو، والدین کے کردار کو باغبان کے طور پر، اور موجودہ دور کے تربیتی رجحانات کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے تاکہ تربیتِ اولاد کے موضوع کو ایک جامع اسلامی تناظر میں پیش کیا جاسکے۔

1. تربیت کا لفظی مفہوم

> تربیت کے لفظی معنی "پرورش، پرداخت، تعلیم اور تہذیب کے ہیں "یعنی کسی کے اندر مناسب رفتار پیدا کرنے اور اس کو اچھے اہداف تک پہنچانے اور اسکی استعداد کو اجاگر کرنے کے لئے کمالات کی طرف حرکت دینے کا نام ہے ۔[1]

امام غزالی کی کتاب "احیاء علوم الدین" اسلامی فکر و فلسفہ کی ایک عظیم کاوش ہے، جو تربیت کے لفظی مفہوم کو تربیتِ اولاد کے تناظر میں واضح کرتی ہے۔ غزالی فرماتے ہیں کہ:

> تربیت کا لفظ عربی زبان سے ماخوذ ہے اور اس کے لغوی معنی "پرورش، پرداخت، تعلیم، اور تہذیب" ہیں۔ تربیتِ اولاد کے سیاق میں، یہ عمل بچوں کی فطری صلاحیتوں کو اجاگر کرنے، ان کے اندر اخلاقی و روحانی اقدار کو پروان چڑھانے، اور انہیں دینی و دنیاوی کمالات کی طرف رہنمائی کرنے سے عبارت ہے۔[2]

غزالی تربیت کو ایک پودے کی آبیاری سے تشبیہ دیتے ہیں، جہاں والدین بچوں کے اندر موجود نیکی کے بیج کو مناسب ماحول اور توجہ کے ذریعے پروان چڑھاتے ہیں۔ وہ مزید زور دیتے ہیں کہ تربیت کا مقصد محض علم کی فراہمی نہیں، بلکہ کردار کی تعمیر اور انسان کو اللہ کی معرفت سے قریب کرنا ہے۔ یہ تصور اسلامی تعلیمات کے بنیادی اصولوں سے ہم آہنگ ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں سورہ لقمان (31:13-19) میں حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحت سے واضح ہوتا ہے، جہاں توحید، اخلاق، اور نیک اعمال کی تعلیم پر زور دیا گیا ہے۔

غزالی کا یہ نقطہ نظر تربیت کے لفظی مفہوم کو نہ صرف لغوی طور پر واضح کرتا ہے بلکہ اسے ایک فعال اور مقصد پر مبنی عمل کے طور پر پیش کرتا ہے، جو تربیتِ اولاد کے لیے بنیادی رہنما اصول فراہم کرتا ہے۔

2. تربیت کا عملی تصور

ابن قیم الجوزیہ کی کتاب "تحفۃ المودود باحکام المولود" تربیتِ اولاد کے عملی پہلوؤں پر ایک جامع اور مستند دستاویز ہے۔ اس حوالے میں، ابن قیم تربیت کو ایک مسلسل اور منظم عمل قرار دیتے ہیں جو بچوں کی فطری صلاحیتوں کو صحیح سمت دینے کے لیے کیا جاتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ تربیت میں نئی صلاحیتوں کو پیدا کرنے کے بجائے، بچوں کے اندر موجود فطری خوبیوں کو نکھارا جاتا ہے، جیسے کہ ایمان، اخلاق، اور ذمہ داری کا شعور۔ ابن قیم اس عمل کو باغبان کے کردار سے تشبیہ دیتے ہیں، جو پودوں کی نشوونما کے لیے انہیں پانی دیتا ہے، نقصان دہ کیڑوں سے بچاتا ہے، اور مناسب روشنی فراہم کرتا ہے۔ تربیتِ اولاد کے تناظر میں، یہ عملی تصور والدین سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ بچوں کو دینی تعلیم (مثلاً قرآن و حدیث کی تعلیم)، اخلاقی اقدار (مثلاً صداقت، صبر، اور شکر)، اور سماجی ذمہ داریوں سے روشناس کرائیں۔[3]

ابن قیم کے مطابق، والدین کو بچوں کے لیے ایک متوازن ماحول فراہم کرنا چاہیے جو ان کی روحانی، جذباتی، اور فکری نشوونما کو فروغ دے۔ یہ نقطہ نظر نہ صرف اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ ہے بلکہ معاصر تربیتی نظریات، جیسے کہ مثبت پرورش (positive parenting)، سے بھی مطابقت رکھتا ہے، جو بچوں کی انفرادی صلاحیتوں کو فروغ دینے پر زور دیتا ہے۔ ابن قیم کا یہ بیان تربیت کے عملی تصور کو ایک قابل عمل اور منظم فریم ورک کے طور پر پیش کرتا ہے، جو والدین کے لیے تربیتِ اولاد کے چیلنجز سے نمٹنے کے لیے رہنما اصول فراہم کرتا ہے۔

3. والدین کا کردار بطور باغبان

تربیت میں کسی چیز کو وجود میں نہیں لایا جاتا بلکہ تربیت میں ان موجودہ صفات کی پرورش کی جاتی ہے۔ جیسے مالی اور باغبان اپنے باغ میں پودوں اور پھولوں کی اچھے طریقے سے دیکھ بھال کرتا ہے اور باغ کے ہر ایک پھول اور پودے کی پرورش کرتا ہے اور انہیں مختلف موزی اپراض سے بچانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اس سے اپنا مطلوبہ مقصد حاصل کرے"[4]

صحیح بخاری، جو کہ احادیث کا سب سے معتبر مجموعہ ہے، تربیتِ اولاد میں والدین کے کردار کو واضح کرتی ہے۔ اس حوالے سے ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہر بچہ فطرت (یعنی اسلام کی فطرت) پر پیدا ہوتا ہے، اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی، یا مجوسی بناتے ہیں"[5]

یہ حدیث والدین کے کردار کو ایک باغبان کے طور پر اجاگر کرتی ہے، جو بچوں کی فطری نیکی کو پروان چڑھانے یا اسے گمراہی کی طرف لے جانے کی ذمہ داری رکھتے ہیں۔ حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ والدین بچوں کی اخلاقی، دینی، اور سماجی تربیت کے بنیادی ذمہ دار ہیں۔ تحقیقی نقطہ نظر سے، یہ حدیث تربیتِ اولاد کے عمل کو ایک فعال اور نتیجہ خیز ذمہ داری کے طور پر پیش کرتی ہے، جہاں والدین کو بچوں کو قرآن و سنت کی تعلیم دینا، انہیں نماز اور اچھے اخلاق کی عادت ڈالنا، اور انہیں منفی سماجی اثرات سے بچانا ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے علاوہ، یہ تصور معاصر تربیتی نفسیات سے بھی ہم آہنگ ہے، جیسے کہ ایرک ایرکسن (Erik Erikson) کے تربیتی مراحل کے نظریے سے، جو بچوں کی ابتدائی تربیت کو ان کی شخصیت کی تشکیل کے لیے کلیدی قرار دیتا ہے۔ صحیح بخاری کی یہ حدیث والدین کے لیے ایک واضح رہنما اصول فراہم کرتی ہے کہ وہ بچوں کی تربیت کو ایک باغبان کی طرح سرانجام دیں، جو نہ صرف ان کی فطری صلاحیتوں کو نکھارتا ہے بلکہ انہیں گمراہی سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔

4. دور جدید میں تربیت کے رجحانات

امام نووی کی کتاب "ریاض الصالحین" "تربیتِ اولاد سے متعلق احادیث کا ایک جامع مجموعہ پیش کرتی ہے، جو دور جدید کے تربیتی چیلنجز کے تناظر میں بھی رہنما اصول فراہم کرتی ہے۔ اس حوالے میں، ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے والدین کو بچوں کی تربیت کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ والدین اپنی اولاد کی دینی و اخلاقی تربیت کے ذمہ دار ہیں۔ اگرچہ یہ کتاب براہ راست دور جدید کے رجحانات کو مخاطب نہیں کرتی، لیکن اس کے اصول معاصر مسائل، جیسے کہ مادیت پرستی، ٹیکنالوجی کے بڑھتے اثرات، اور مصروف طرز زندگی، کے تناظر میں قابل عمل ہیں۔ تحقیقی نقطہ نظر سے، دور جدید میں تربیتِ اولاد کے رجحانات پر مغربی معاشروں میں نمایاں کمی دیکھی گئی ہے، جیسا کہ مبحث اول میں ذکر کیا گیا۔ مادیت پرستی اور انفرادیت کے تصورات نے خاندانی اقدار کو کمزور کیا ہے، جبکہ ٹیکنالوجی (مثلاً سوشل میڈیا اور ویڈیو گیمز) نے بچوں کی اخلاقی و روحانی تربیت پر منفی اثرات مرتب کیے ہیں۔ امام نووی کی تعلیمات سے استفادہ کرتے ہوئے، والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کو دینی اقدار سے جوڑیں، انہیں ٹیکنالوجی کے منفی اثرات سے بچائیں، اور ان کے لیے ایک متوازن تربیتی ماحول فراہم کریں۔ یہ نقطہ نظر اسلامی تعلیمات کے ساتھ ساتھ معاصر تربیتی تحقیق سے بھی مطابقت رکھتا ہے، جیسے کہ جان باؤلبی (John Bowlby) کے منسلکہ نظریے (Attachment Theory) سے، جو والدین اور بچوں کے درمیان مضبوط رشتے کو تربیت کی کامیابی کے لیے ضروری قرار دیتا ہے۔[6]

ریاض الصالحین کا یہ حوالہ دور جدید کے تربیتی رجحانات کے تناظر میں والدین کے لیے ایک رہنما فریم ورک پیش کرتا ہے، جو دینی و دنیاوی چیلنجز کے درمیان توازن قائم کرنے کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔

مبحث دوم: مغرب میں تربیت اولاد کے بنیادی اصول

پرورش اور تربیت ایسے افعال ہیں جو بچے کی پیدائش کے ساتھ ہی شروع ہو جاتے ہیں۔ ماں باپ بچے کی پرورش کرتے ہیں لیکن جیسے جیسے بچہ بڑا ہوتا ہے تو پرورش کے ساتھ ساتھ تربیت کی ذمہ داری بھی شروع ہو جاتی ہے۔ اس مقالہ میں ایسے اصولوں کا جائزہ لیا جائے گا جو مغربی دنیا نے اولاد کی تربیت کے لئے وضع کئے ہوئے ہیں۔

1. شخصی آزادی

مغرب کا یہ اصول ہے کہ بچے کو اٹھارہ سال کی عمر میں آزادی دے دی جائے، اٹھارہ سال کی عمر کا بچہ آزاد ہے اس کو پابند نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ماں باپ کے ساتھ رہے۔ اٹھارہ سال کی عمر سے پہلے بھی بچوں کو آزادی دی جاتی ہے کہ وہ اپنے فیصلے خود کر

سکیں[7]۔ یہ اصول اس لئے بنایا گیا کہ بچوں میں خود مختاری کی صفت پیدا ہو جائے۔اور ابتدائی مراحل ہی میں بچوں کو اپنے فرائض کا احساس ہو جائے۔ لیکن مغرب میں اس اصول کے منفی اثرات مرتب ہوئے۔اس بے جا آزادی کی وجہ سے رشتوں کا تقدس ختم ہونے لگا۔ جیسے کہ امریکہ کی ریاست میں ایک بیٹا ماں کو وقت نہیں دیتا تھا تو ماں نے بیٹے پر مقدمہ کر دیا کہ میرا بیٹا میرے ساتھ تو پانچ منٹ بھی نہیں گزارتا لیکن اپنے پالتو کتے کو وقت دیتا ہے اسکی ضروریات بھی پوری کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اسے سیر پر بھی لے کر جاتا ہے لیکن مجھے وقت نہیں دیتا۔اس عورت نے مقدمہ اس لئے کیا کہ عدالت اس کے بیٹے کو اپنی ماں کے ساتھ کچھ وقت گزارنے کا پابند کرے۔جب ماں نے مقدمہ کیا تو بیٹے نے بھی مقدمہ کر دیا پھر دونوں طرف سے وکیل جج کے سامنے پیش ہوئے کاروائی کی گئی۔ تو کاروائی مکمل ہو جانے کے بعد جج نے یہ فیصلہ سنایا کہ عدالت بیٹے کو ماں کے کمرے میں جانے کے لئے مجبور نہیں کر سکتی کیونکہ وہاں کا قانون ہی ایسا ہے کہ اٹھارہ سال کی عمر کے بعد بچے کو کسی کام کے لئے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جہاں تک اس کے پالتو کتے کی بات ہے تو اس پر کتے کے حقوق لازم ہیں جن کو ادا کرنا اس کے لئے ضروری ہیں۔[8]

یہاں مغربی طرز فکر کو دیکھا جائے تو تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ مغرب نے انسان اور جانور کو ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا ہے، لیکن عدالت کے اس فیصلے کے یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ انسان کو جانور سے بھی نیچے کر دیا گیا کہ جانور کو تو اس کے حقوق ملنے چاہیئے مگر انسان کو نہیں۔اور ماں جو اس بچے کو دنیا میں لانے کا سبب ہے اس کا اپنے بچے پر اتنا حق بھی نہیں ہے جتنا اک پالتو کتے کا ہے۔

اس کے مقابلے میں اسلامی تعلیمات کو دیکھا جائے تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اسلام نے ہر انسان کو حقوق دیئے ہیں، اسلام تو پڑوسی کے حقوق ادا کرنے کی بھی تلقین کرتا ہے اور والدین تو اس سے کئی زیادہ احترام اور لائقِ محبت ہیں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَبِالوَالِدَينِ اِحسَانا"[9]

ترجمہ: والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آو۔

مغرب میں بچوں پر کسی معاملے میں سختی نہیں کر سکتے اس پر کوئی پابندی نہیں لگا سکتے لیکن اگر کسی معاملے میں والدین بچے پر سختی کریں، کوئی روک ٹوک یا پابندی لگائیں یا بچے پر ہاتھ اٹھائیں تو وہ پولیس کو بلا سکتا ہے[10]۔ یہ اصول معاشرے میں شخصی آزادی کے فروغ کے لئے بنائے گئے مگر ان اصولوں کے منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔بچے چونکہ ناسمجھ ہوتے ہیں ان کو سمجھانے

کے لئے روک ٹوک اور سختی کی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ اگر والدین بچے پر سختی نہیں کرتے تو اسے بے جا آزادی ملتی ہے اور اس کے اندر اچھائی، برائی کی تمیز نہیں رہتی۔

بچے کی تربیت ایک ایسا فعل ہے جو والدین کی ذمہ داری ہے۔ اسلام نے والدین پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ وہ بچے کی اچھی تربیت کریں۔ بچہ اپنی زندگی کے ابتدائی سالوں میں اپنا تحفظ خود نہیں کر سکتا، اسی طرح اسے یہ بھی سمجھ نہیں کہ کون سا فیصلہ اس کے لئے صحیح ہے اور کون سا غلط ہے[11]۔

بچوں کی نگہداشت کرنا، ان کی زندگی کے فیصلے کرنا اور ان کو پروان چڑھانے کا عمومی تصور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اس قول سے ملتا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُولَةٌ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ[12]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے (اس کی رعیت کے بارے میں) سوال ہوگا۔ پس امام حاکم ہے اس سے سوال ہوگا۔ مرد اپنی بیوی بچوں کا حاکم ہے اور اس سے سوال ہوگا۔ عورت اپنے شوہر کے مال کا حاکم ہے اور اس سے سوال ہوگا۔ غلام اپنے سردار کے مال کا حاکم ہے اور اس سے سوال ہوگا ہاں پس تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے سوال ہوگا۔

پرورش کے ضمن میں صرف اچھی خوراک، اچھا لباس اور اچھا رہن سہن ہی نہیں آتا بلکہ بچے کی اخلاقی اور روحانی تربیت بھی پرورش کے زمرے میں آتی ہے۔ اور اچھی تربیت تبھی ممکن ہوگی جب والدین بچے پر خصوصی توجہ دیں گے اور انہیں بے جا آزادی نہیں دیں گے۔ بچے کے اندر نظم و ضبط پیدا کرنا اور اس میں اچھے اخلاق کی صفت پیدا کرنا والدین کی ذمہ داری ہے۔[13]۔

مغرب میں بچوں کی تربیت کے حوالے سے آزادی کا نظریہ پیش کیا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں بے ادب اور غیر منظم افراد گروہ وجود میں آتا ہے اور یہ گروہ اپنے اندر ایسی عادات رکھتا ہے کہ اسے اپنے علاوہ کوئی دوسرا دکھائی نہیں دیتا جبکہ اسلام نے اس کے مقابلے میں ایک منظم اور دوسروں کے لئے اچھی جذبات رکھنے والے ذمہ دار افراد تشکیل دیتا ہے۔ اسلام تو اچھی تربیت کو بھی ثواب سے منسلک کر دیتا ہے، جسکی بدولت والدین میں ایک جذبہ پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اولاد کہ بہترین تربیت کریں[14]۔

2. الکحل کا استعمال

ورجینیا لاء کے مطابق 21 سال سے کم عمر بچہ الکحل مشروبات استعمال نہیں کر سکتا اور نہ ہی الکحل مشروبات خرید سکتا ہے لیکن اگر والدین بچے کو گھر میں خود الکحل پیش کریں تو وہ استعمال کر سکتا ہے، لیکن الکحل استعمال کرنے کے نتیجے میں اگر وہ کسی لڑائی میں پڑ جاتا ہے اپنے آپ کو یا کسی ور کو نقصان پہنچاتا ہے تو پھر والدین کے خلاف مقدمہ کیا جائے گا کیونکہ "ہ کم عمر افراد کو الکحل رکھنے یا پینے کی اجازت ریاستی قوانین کے خلاف ہے اسکی سزا ایک سال قید اور 2500 ڈالر جرمانہ ہے "[15]۔ لیکن ریاستی قوانین کے مطابق 21 سال سے زیادہ عمر کے افراد الکحل کا استعمال کر سکتے ہیں۔ مغربی قوانین کے مطابق شہریوں کو الکحل استعمال کرنے کی کھلی آزادی ہے، حقائق کو دیکھا جائے تو یہ ایک نشہ ہے جس کے استعمال سے انسان ہوش و خرد سے بیگانہ ہو جاتا ہے ،اور ایسی حرکات کرتا ہے جو انسان کو زیبا نہیں دیتیں۔ اور نشے کے بعد انسان خود کو اور دوسروں کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ الکحل چونکہ دماغ پر برا اثر ڈالتی ہے اسلئے بچوں کے لئے اور بڑوں کے لئے بھی یہ مضر ہے۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق الکحل اور دیگر نشہ آور مشروبات حرام ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"[16]

ترجمہ: اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر سب شیطان کے ندے کام ہیں سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ۔

اسی طرح حدیث پاک ہے کہ:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مُخَمِّرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَمَنْ شَرِبَ مُسْكِرًا بُخِسَتْ صَلَاتُهُ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ قِيلَ وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ صَدِيدُ أَهْلِ النَّارِ وَمَنْ سَقَاهُ صَغِيرًا لَا يَعْرِفُ حَلَالَهُ مِنْ حَرَامِهِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ"[17]

ترجمہ: سیدنا ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "ہر وہ چیز جو عقل پر پردہ ڈال دے وہ خمر (شراب) ہے، اور ہر نشہ آور حرام ہے، اور جس نے کوئی نشہ آور چیز استعمال کی اس کی چالیس دن کی نمازیں کاٹ لی جائیں گی۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ اس کی توبہ قبول فرلے گا، اگر اس نے چوتھی بار پینے کا

اعادہ کیا تو اللہ پر یہ حق ہو گا کہ اسے۔ «طينة الخبال» پلائے۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! «طينة الخبال» سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا" یہ جہنمیوں کی پیپ ہے۔ اور جس نے کسی کم عمر کو شراب پلا دی جسے حلال حرام کی تمیز نہ تھی تو اللہ پر حق ہو گا کہ اسے «طينة الخبال» یعنی جہنمیوں کی پیپ پلائے۔

قرآن و حدیث میں شراب اور ہر نشہ آور چیز کو حرام قرار دیا گیا اور حدیث مبارکہ میں کم عمر بچوں کو شراب پلائی جائے جنہیں حلال حرام کی تمیز نہیں تو اسے جہنمیوں کی پیپ پلائی جائے گی۔ لیکن مغربی ممالک میں یہ قانون ہے اگر والدین کم عمر بچے کو گھر میں شراب پیش کریں تو وہ شراب پی سکتا ہے۔

3. بچوں کی تعلیم

مغرب میں بچوں کی تعلیم کی خاطر کافی جدوجہد کی جاتی ہے۔ مغرب کے بعض ممالک میں ہائی سکول تک کی تعلیم مفت اور جبری ہے۔ مغرب میں بچوں کی تعلیم کی طرف بہت زیادہ رجحان ہے۔ بچوں کے لئے "کنڈر گارٹن "یعنی بچوں کے باغ کے نام سے ادارے بنائے گئے ہیں، جن میں باقاعدہ پہلی جماعت سے قبل بچوں کو بھیجا جاتا ہے جہاں بچوں کو الفابیٹ، گنتی وغیرہ سکھائی جاتی ہے اور بچوں کو مصروف رکھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مغرب میں ڈے کیئر سنٹرز بھی قائم کئے گئے ہیں، جہاں سند یافتہ عورتیں بچوں کی نگہداشت کرتی ہیں۔ سکول میں تین یا چار گھنٹے گزارنے کے بعد بچے ڈے کیئر سنٹرز میں چلے جاتے ہیں[18]۔ اس سسٹم کا فائدہ بہت زیادہ ہوا کہ بچپن میں ہی بچوں میں تعلیمی شعور پیدا کر دیا جاتا ہے اور بچوں میں تعلیم کی اہمیت اجاگر کر دی جاتی ہے۔ اسی تعلیمی سسٹم کی وجہ سے مغرب کافی ترقی بھی کر چکا ہے لیکن اس سسٹم کا نقصان انسانیت پر یہ ہوا کہ بچے سکول، ڈے کیئر سنٹرز اور کنڈر گارٹن میں ہی زیادہ ٹائم صرف ہیں۔ والدین ملازمت کرتے ہیں اور بچوں کو ڈھیج طرح سے وقت نہیں دے پاتے، جس کی وجہ سے والدین اور بچوں کے درمیان گیپ آجاتا ہے۔ اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جیسی تربیت اسکی والدہ کر سکتی ہے ویسی تربیت کوئی بھی سند یافتہ انسان نہیں کر سکتا۔ ایک مشہور مقولہ ہے کہ "ماں کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہے "اسی درسگاہ پر بچے کی شخصیت پروان چڑھتی ہے۔ لیکن جب مصروفیات کی وجہ سے بچے ماں باپ کے پیار و شفقت سے محروم ہو جاتے ہیں، تو بڑے ہو کر والدین کو وہ عزت اور احترام نہیں دے پاتے جس کے وہ مستحق ہیں۔ اور اسی خامی کی وجہ سے اولڈ ایج ہومز میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اچھی تربیت نہ ہونے کی وجہ سے بچوں میں والدین کے لئے احساس ختم ہو جاتا ہے۔

جبکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کی تربیت بھی بہت ضروری ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

عن أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ سَلِمَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ[19]

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

ہر بچہ کے فطرت اسلام پر پیدا ہونے سے مراد دین اسلام کو قبول کرنے کی استعداد ہے۔ اگر بچے کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے اس کے سامنے غیر اسلامی ماحول نہ ہو تو وہ خود بخود اسلام کے راستے پر چل پڑے اور فطرت کی راہ سے نہ بھٹکے۔ نو مولود اپنے آپ کو کس مذہب کا پیروکار سمجھتا ہے یہ اسے ماحول کا نتیجہ ہوتا ہے جو وہ اپنے ارد گرد شروع سے دیکھتا آتا ہے۔ ماں باپ کی تربیت اور گھر کی باقی روایات کے اثرات اس کے ذہن پر مسلط ہو جاتے ہیں اور اپنی اصل فطرت کے تقاضوں سے دور جا پڑتا ہے۔"[20]

حدیث پاک میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ وَأَحْسِنُوا أَدَبَهُمْ[21]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی اولاد کی عزت نفس کا خیال رکھو، اور انہیں اچھے آداب (واخلاق) سکھاؤ۔

قران پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا[22]

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔

اسی طرح ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ 'عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يُؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ[23]

ترجمہ: جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'اپنے لڑکے کو ادب سکھانا ایک صاع صدقہ دینے سے بہتر ہے۔

مبحث سوم: مغرب میں خاندانی بگاڑ کی سب سے بڑی وجہ

مغرب میں خاندانی نظام کے بگاڑ کی سب سے بڑی وجہ بغیر شادی کے لڑکے اور لڑکی کے باہمی رضامندی سے ایک ساتھ رہنا اور اسے قانونی جواز حاصل ہونا ہے۔ اس رجحان نے نہ صرف خاندانی ڈھانچے کو کمزور کیا بلکہ تربیتِ اولاد پر بھی منفی اثرات مرتب کیے ہیں۔ اسلامی تعلیمات اس کے برعکس نکاح کے پاکیزہ بندھن کے ذریعے خاندانی نظام کو مضبوط بناتی ہیں اور بغیر شادی کے تعلقات کو زنا قرار دے کر ان پر سخت سزا مقرر کرتی ہیں۔

1 . بغیر شادی کے تعلقات کی قانونی حیثیت

امام قرطبی اپنی تفسیر "الجامع لأحکام القرآن" میں سورہ نور (24:2) کی آیت "**اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ**" 24 کی تشریح کرتے ہوئے بغیر شادی کے جنسی تعلقات (زنا) کے معاشرتی و اخلاقی نقصانات پر روشنی ڈالتے ہیں۔ قرطبی فرماتے ہیں کہ زنا نہ صرف فردی اخلاق کو تباہ کرتا ہے بلکہ خاندانی نظام کو بھی درہم برہم کر دیتا ہے، کیونکہ یہ تعلقات بغیر کسی ذمہ داری یا عہد کے قائم ہوتے ہیں۔ مغرب میں بغیر شادی کے تعلقات کی قانونی حیثیت، جیسا کہ کینیڈا اور شمالی یورپ کے ممالک میں دیکھا جاتا ہے، اسے قرطبی کے نقطہ نظر سے زنا کے فروغ کے مترادف قرار دیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، 2017ء کے ایکسپریس نیوز کے مقالے میں ذکر کردہ کیرولین کا کیس، جہاں ایک غیر شادی شدہ عورت تین مختلف مردوں سے بچوں کی ماں ہے، مغربی معاشرے میں اس قانونی جواز کے نتائج کو واضح کرتا ہے۔ قرطبی کے تجزیے کے مطابق، ایسے تعلقات معاشرے میں اخلاقی بگاڑ، خاندانی ڈھانچے کی کمزوری، اور نسلوں کی غیر مستحکم تربیت کا باعث بنتے ہیں۔ یہ نقطہ نظر اسلامی تعلیمات کے بنیادی اصولوں سے ہم آہنگ ہے، جو نکاح کو خاندانی نظام کا بنیادی ستون قرار دیتے ہیں، اور معاصر تحقیق، جیسے کہ یونیسیف کی رپورٹس، سے بھی مطابقت رکھتا ہے، جو بغیر شادی کے پیدا ہونے والے بچوں کی بڑھتی ہوئی تعداد (مثلاً شمالی یورپ میں 70 فیصد) کو خاندانی استحکام کے لیے خطرہ قرار دیتی ہیں۔ 25

2 . خاندانی کلچر کا فقدان

ابن کثیر اپنی تفسیر "تفسیر القرآن العظیم" میں سورہ فرقان (25:74) کی آیت "**وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ**" کی تشریح کرتے ہوئے خاندانی کلچر کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اسلامی خاندانی نظام، جو نکاح کے ذریعے قائم ہوتا ہے، میاں بیوی اور ان کی اولاد کے درمیان محبت، ذمہ داری، اور باہمی تعاون کا رشتہ استوار کرتا ہے۔ مغرب میں بغیر شادی کے تعلقات کی قانونی اجازت نے خاندانی کلچر کو شدید متاثر کیا ہے، جیسا کہ متن میں

ذکر کردہ رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکا میں 40 فیصد اور شمالی یورپ میں 70 فیصد بچے بغیر شادی کے پیدا ہو رہے ہیں۔ ابن کثیر کے نقطہ نظر سے، یہ رجحان خاندانی ڈھانچے کے فقدان کا نتیجہ ہے، کیونکہ بغیر شادی کے تعلقات عارضی اور غیر ذمہ دارانہ ہوتے ہیں، جو مستقل خاندانی رشتوں کو فروغ نہیں دیتے۔ یہ صورتحال معاصر سماجی تحقیق سے بھی ثابت ہوتی ہے، جیسے کہ پیو ریسرچ سینٹر (Pew Research Center) کی رپورٹس، جن کے مطابق مغربی معاشروں میں بغیر شادی کے تعلقات کی وجہ سے خاندانی استحکام میں کمی اور طلاق کی شرح میں اضافہ ہوا ہے۔ ابن کثیر کا تجزیہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ خاندانی کلچر کا تحفظ نکاح کے ذریعے ہی ممکن ہے، جو نہ صرف افراد بلکہ پورے معاشرے کی اخلاقی و سماجی ترقی کے لیے ضروری ہے۔26

خلاصہ بحث

مغرب میں تربیتِ اولاد کے اصول، جو شخصی آزادی اور مادیت پر زور دیتے ہیں، خاندانی نظام کے بگاڑ اور بچوں کی اخلاقی و روحانی تربیت میں کمی کا باعث بن رہے ہیں۔ بے جا آزادی نے رشتوں کا تقدس ختم کیا اور والدین کے احترام کو کمزور کیا۔ اس کے برعکس، اسلامی تعلیمات تربیتِ اولاد کو ایک عبادت قرار دیتی ہیں، جو دینی، اخلاقی اور معاشرتی اقدار پر مبنی ہے۔ قرآن و حدیث میں واضح رہنمائی موجود ہے کہ بچوں کو دین کی تعلیم اور اچھے اخلاق سکھانے سے ایک نیک اور ذمہ دار نسل تیار ہوتی ہے۔ مغرب کے مقابلے میں اسلام ایک متوازن تربیتی نظام پیش کرتا ہے، جو دنیاوی کامیابی اور آخرت کی نجات دونوں کو یقینی بناتا ہے۔ لہٰذا، والدین کو چاہیے کہ وہ اسلامی اصولوں کو اپنائیں تاکہ ایک ایسی نسل پروان چڑھے جو معاشرے کی فلاح اور خاندانی اقدار کی پاسداری کرے۔

سفارشات

* بچوں کو نہ تو حد سے زیادہ آزادی دی جائے اور نہ ہی حد سے زیادہ سختی کی جائے، کیونکہ جب آزادی اور سختی حد سے زیادہ ہو گی تو وہ بچوں کو باغی بنادے گی۔
* موجودہ دور میں اسکرین کا نشہ بہت بڑا چیلنج ہے، موبائل فون اور انٹرنیٹ کا زیادہ استعمال اخلاقی نقصان کے ساتھ میڈیکل لحاظ سے بھی بچوں کو جسمانی نقصانات سے دوچار کر رہا ہے، تو والدین کو چاہئے کہ جس حد تک ممکن ہو بچوں کو انٹرنیٹ اور موبائل فونز سے دور رکھیں۔
* مرد و زن کا اختلاط بھی دورِ حاضر کے فتنے ہیں جو بچوں کے معصوم ذہنوں پر منفی اثرات مرتب کر رہے ہیں۔ والدین کو چاہیئے کہ ان چیلنجز کو سامنے رکھتے ہوئے سوچ سمجھ کر حکمت عملی سے کام لیں۔

* والدین کو چاہیئے کہ اپنے گھروں کا ماحول اسلامی تعلیمات کے مطابق بنائیں اور مصروفیت کے اس دور میں اپنے بچوں کے ساتھ وقت ضرور گزاریں، اور اپنے بچوں کے لئے خود رول ماڈل بنیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] Fīrūz al-Dīn. Fīrūz al-Lughāt. Delhi: Fīrūz Sons, 1981, 382.

[2] Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid Muḥammad. *Iḥyā' 'Ulūm al-Dīn*. Cairo: Dār al-Salām, 1417 AH, 2:345.

[3] Ibn Qayyim al-Jawziyya, Muḥammad ibn Abī Bakr. *Tuḥfat al-Mawdūd bi-Aḥkām al-Mawlūd*. Damascus: Dār al-Bayān, 1391 AH, 1:123.

[4] Anṣārīān, Ustād Ḥusayn. Tarbiyat aur Tarbiyat kā Mafhūm. Iran: Dār al-ʿIrfān, 2024.

[5] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Beirut: Dār al-Fikr, 1401 AH, 3:1297.

[6] Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf. *Riyāḍ al-Ṣāliḥīn*. Riyadh: Dār al-Waṭan, 1420 AH, 1:289.

[7] Azhar, Maryam. "Eastern VS Western: Which Parenting Style Is Better?" September 9, 2021.

[8] Naqvī, Qamar ʿAbbās. "Taʿlīm o Tarbiyat aur Maghribī Culture." Express News, Nuqta-yi Nazar, July 2018.

[9] Al-Baqarah, 2:83.

[10] "Is It Okay If You Call the Police on Your Parents?" Quora. Accessed May 13, 2023. https://www.quora.com/

[11] ʿAlwī, Prof. Dr. Khālid. Islām mein Aulād ke Ḥuqūq. Dāʿwah Academy, International Islamic University, 2001.

[12] Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl. Ṣaḥīḥ Bukhārī. Translated by Ḥāfiẓ ʿAbd al-Sattār Ḥammād. Riyadh: Dār al-Salām, 2012, ḥadīth no. 5188.

[13] ʿAlwī, Prof. Dr. Khālid. Islām mein Aulād ke Ḥuqūq. Dāʿwah Academy, International Islamic University, 2001.

[14] Ibid

[15] Virginia Rules. "Family Relationships and the Law." Accessed May 13, 2023. https://virginiarules.org/varules_topics/family-relationships-and-the-law/

[16] Al-Māʾidah, 5:90.

[17] Abū Dāʾūd, Sulaimān ibn al-Ashʿath al-Azdī. Sunan Abī Dāʾūd. Translated by al-Shaykh Abū ʿAmmār ʿUmar Fārūq Saʿīdī. Riyadh: Dār al-Salām, 2016, ḥadīth no. 3680.

[18] Ghāzī, Muḥammad Ṭāriq. "Daur-e-Ḥāzir aur Maghribī Tarbiyat." Urdu Majlis, Andaleeb, 2008.

[19] Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl. Ṣaḥīḥ Bukhārī. Translated by Ḥāfiẓ ʿAbd al-Sattār Ḥammād. Riyadh: Dār al-Salām, 2012, ḥadīth no. 1359.

[20] Dār al-Iftā Deoband. "Education & Upbringing." Accessed May 16, 2023. https://darulifta-deoband.com/home/ur/education-upbringing/9175/

[21] Ibn Mājah, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd. Sunan Ibn Mājah. Translated by al-Shaykh ʿAṭāʾ Allāh Sājid. Riyadh: Dār al-Salām, 2007, ḥadīth no. 3671.

[22] Al-Taḥrīm, 66:6.

[23] Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā. Jāmiʿ al-Tirmidhī. Riyadh: Dār al-Salām, 1951.

[24] Al-Nūr, 24:2.

[25] Al-Qurtubī, Muḥammad ibn Aḥmad. *Al-Jāmi‘ li-Aḥkām al-Qur'ān*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1427 AH, 12:156.

[26] Ibn Kathīr, Ismā'īl ibn 'Umar. *Tafsīr al-Qur'ān al-'Aẓīm*. Riyadh: Dār Ṭayyiba, 1420 AH, 5:234.